5 - پرستان کی شہزادی

اشرف صبوحی

خلاصہ

اشرف صبوحی ایک صاحبِ طرز ادیب تھے۔ سبق "پرستان کی شہزادی" داستان ہے جس میں پرستان کی سیر کا احوال پیش کیا گیا ہے۔
سیدانی بی کا ایک وقت میں بڑا شہرہ تھا۔ ان کے ہنر کی دھاک قلعے کی تمام مغلانیوں پر تھی۔ جوڑوں کی سلائی، کڑھائی اور ٹکائی میں کبھی ملکہ نے بلایا تو کبھی نواب سلطان بیگم نے بلا بھیجا۔ پل بھر کی فرصت میسر نہ تھی لیکن جب بڑھاپے نے آگھیرا تو کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔ پڑوس کے میر صاحب نے خدا ترسی کی اور انہیں اپنے پاس رکھ لیا۔
کہا جاتا ہے کہ سیدانی بی نہایت شریف گھرانے کی بیٹی تھیں۔ مرہٹہ گردی میں ان کا خاندان تباہ ہو گیا اور یہ بیوہ ہو گئیں دوسری شادی کو برا خیال کیا جاتا تھا اور سیدانی بی نے رنڈاپا اپنی ہنر مندی اور سلیقہ شعاری میں گزار دیا۔ جوانی عزت و آبرو سے گزر گئی بہت کمایا لیکن سنبھال کر نہ رکھا پرانے شریفوں میں ایک یہی برائی تھی کہ وقت کی قدر نہیں کرتے تھے۔ بڑھاپے میں انھیں میر صاحب نے اپنے گھر میں جگہ دی اور گھر والے سب ان کی بہت عزت کرتے۔ سیدانی بی پہلے پہل اداس اور شرمندہ سی رہیں لیکن کب تک؟ پھر خود ہی اُن میں گھُل مل گئیں صبح نماز کے بعد بچوں کو قرآن پڑھاتیں دوپہر میں سلائی کڑھائی اور شام کو کھانوں کی ترکیبیں بتاتیں اور رات کو سوتے وقت کہانیاں سناتیں۔ میر صاحب اور ان کی بیگم خوش تھے کہ بچوں کی تربیت کے لیے خدا نے مفت کی استانی بھیج دی۔
ایک سردیوں کی سرد رات، دالانوں کے پردے پڑے ہوئے، سب بچے بڑے لحافوں میں دبکے سیدانی بی سے کہانی سن رہے تھے۔ کہانی انڈا شہزادی کی تھی۔ بیگم میر بھی نماز وظیفہ سے فارغ ہو کر وہاں آ بیٹھیں اور باتوں باتوں میں سیدانی بی سے پوچھا کہ کیا یہ سچ ہے کہ تم پرستان سے ہو آئی ہو تو اس پر سیدانی بی نے جواب دیا کہ پہلی بار تو وہ مجھے دھوکے سے لے گئے لیکن جب بھید کھلا تو بہت ڈری لیکن اب کیا ہو سکتا تھا اس کے بعد جب کبھی دوبارہ جانا ہوا تو ہنسی خوشی گئی اور آئی۔ بیگم میر کہتی ہیں کہ میرا تو خوف کے مارے دم نکل جاتا لیکن شاباش تمہاری تربیت کرنے والوں پر ہے کہ انہوں نے ایسی اچھی تربیت کی۔ سیدانی تم کیوں گئیں؟ بادشاہ نے مجھے بیٹی کے جوڑے ٹانکنے کے لیے بلایا تھا، سیدانی نے جواب دیا۔
نواب اعظم الدولہ کی بیٹی کی شادی تھی، دن رات کام تھا، ایک دن بلاوے آتے رہے لیکن میں نہ گئی اپنی پسند کا پکوان بنوایا جمعے کا دن تھا نہائی دھوئی اور خوب آرام کیا۔ شام کو کسی نے آواز دی کہ سرکار نے بلایا ہے میں بڑے نخروں سے جایا کرتی تھی۔ وہ اپنے پسندیدہ پکوان کو چھوڑ کر جانا میری عادت کے برعکس تھا لیکن میں نے انکار نہ کیا اور سر پر چادر اوڑھ ساتھ ہولی تھوڑا دور جا کر احساس ہوا کہ پاس ہی تو گھر ہے یہ کہار کہاں لے جا رہے ہیں اور نہ ہی ہٹو بچو کی آوازیں آ رہی ہیں۔ ذرا پردہ سرکا کر دیکھا تو جنگل اور سائیں سائیں کی آوازیں۔ کہاروں سے دریافت کیا جواب ملا کہ بادشاہ سلامت نے بلایا ہے کچھ دیر کے بعد پھر پوچھا کہ میں سیدانی ہوں سچ بتاؤ کہاں لے جا رہے ہو تم سب کو راکھ کر دوں گی اس نے جواب دیا سیدانی بی گھبراؤ نہیں ہمارے بادشاہ سلامت سیدوں کو بہت مانتے ہیں۔ ڈرتے ڈرتے دیکھا کہ پالکی ایک محل کے آگے رکی ہوئی ہے۔ فانوس نہیں ہیں لیکن روشنی بہت ہے۔ پریاں اِدھر اُدھر پھر رہی ہیں اور بڑی رونق لگی ہے کہ ایسی رونق تو ہمارے بادشاہ کے ہاں بھی نہیں ایک پری میرے پاس آئی اور مجھے بادشاہ اور بیگم بادشاہ کے پاس لے گئی۔ سونے چاندی کے درخت اور پھل پھولوں کی جگہ ہیرے جواہرات لٹکے ہوئے ہیں بادشاہ کے دربار میں

بلور کی کرسیاں بچھی ہیں اور ان پر پری زاد بڑی شان اور تمکنت سے بیٹھے ہیں۔ بادشاہ سلامت یاقوت کے تخت پر بیٹھے ہیں ان کے پہلو میں چودہ پندرہ برس کی لڑکی بیٹھی ہے۔

کانپتے جسم سے آگے بڑھی بیگم بادشاہ بولیں گھبراؤ نہیں سیدانی بی تمہیں علم نہیں کہ ہم اس نام کی کتنی عزت کرتے ہیں تو مجھے حوصلہ ہوا کہ یہ مسلمان ہیں کوئی ڈر نہیں۔ بیگم بادشاہ نے کہا کہ سیدانی سارا راستہ تم ڈرتی آئی ہو۔ میں نے جواب دیا سرکار سنسان جنگل اور پھر کہار کی شکل ایسی کہ ڈر تو لگے گا ہی۔ میرے چاروں طرف دیکھنے پر بیگم بادشاہ کو شک ہوا انہوں نے کہا کہ ہماری شکلیں اصلی ہیں نہ گھبراؤ۔ شہزادی ہنسی اور کہنے لگی کہ موئے بکر گدھے نے ڈرایا ہوگا۔ اتنے میں خوان اترنے لگے۔ ایک بالشت کے پودے پھلوں سے لدے۔ میں کیا کھاؤں اور کیا نہ کھاؤں بیگم بادشاہ نے کہا کہ سیدانی بی ہاتھ بڑھاؤ تو باقی بھی شامل بعام ہوں۔ عرض کیا بیگم بادشاہ کھانے کی چیز ہو تو کھاؤں، انہوں نے جواب دیا کھانے کے بارے میں سوچئے، وہی ذائقہ اور مزہ آئے گا۔ ایک زرد زرد پھل توڑا سب بونٹ پلاؤ کے ذائقے بھول گئی محل میں بیسیوں مرتبہ بڑے مزے کے پکوان کھائے لیکن ان کا ذائقہ ہی الگ تھا۔ پانی کی طلب پر یاقوتی گلاس آپ ہی آپ لبوں سے آلگا۔ کھانے کے بعد پان کھایا اور ایسا ذائقہ کہ محمد شاہ رنگیلا کی کوکلا بائی کے پان کو بھی مات دے۔ کھانے سے فارغ ہو کر بیگم بادشاہ نے توشہ خانے والیوں کو حکم دیا کہ شہزادی کے کپڑے لاؤ۔ بڑوں بڑوں کے کپڑے دیکھے ٹانکے لیکن کجا دنیا کے کپڑے کجا پرستان کے۔ بیگم بادشاہ نے کہا لو سیدانی بی اپنی ہنر مندی کا مظاہرہ کرو۔ سوچ میں پڑ گئی کہ کون سی وضع ٹانکوں؟ بیگم بادشاہ سے کہا کہ صبح ہونے دیں تو بادشاہ بیگم ہنس پڑیں کہ یہاں صبح شام کا تصور نہیں، بسم اللہ کریں۔ سوچا دیر کیوں کریں سامان کتر بیونت موجود ہے کام شروع کیا پہلے ہی سوٹ میں واہ واہ ہوگی پھر تو جیسے مجھے پر لگ گئے ہوں۔ ناچ گانا شروع ہوا لیکن میں اپنے کام میں مگن رہی کہ جلدی جلدی کام نپٹاؤں اور گھر جاؤں۔ شہزادی کہتی سیدانی خالہ یہیں رہ جاؤ کیوں جاتی ہو لیکن میں نہ مانی۔ جہیز ٹانکنے سے فراغت کے بعد بیگم بادشاہ سے کہا کہ مجھے بھجوا دیں انہوں نے شادی تک رکنے کا کہا لیکن میں نہ مانی اور واپس آنے لگی تو بادشاہ نے مجھے انعام واکرام سے نوازا اور پالکی میں سوار ہوئی۔ بادشاہ کے دیئے ہوئے انعام کو پتھر جان کر سارے راستے پردے کی جھری سے باہر پھینکتی آئی، گھر پہنچ کر چراغ کی لو میں دیکھا تو جواہرات، سر پکڑ لیا کہ اتنی دولت یوں ہی لٹا دی لیکن کیا کر سکتی تھی۔ بوا نماز سے فارغ ہو کر دعا مانگ رہی تھیں۔ بونٹ پلاؤ ویسے ہی دم پر لگا تھا بوا کہنے لگی، گئی نہیں ہو جواب دیا، راستے سے ہی لوٹ آئی ہوں۔

مشق

1-سوالات کے مختصر جوابات

(الف) سیدانی بی نے گزراوقات کے لیے کون سا پیشہ اختیار کیا؟

جواب: سیدانی بی نے گزراوقات کے لئے مغلانی کا پیشہ اختیار کیا۔

(ب) میر صاحب اور ان کی بیوی سیدانی بی کی کس بات پر زیادہ خوش تھے؟

جواب: میر صاحب اور ان کی بیوی دونوں خوش تھے کہ سیدانی بی کو بچوں کی تربیت کے لیے خدا نے بھیج دیا۔ ایسی شریف، نماز روزہ کی پابند، ہنر مند استانی صرف روٹیوں پر کہاں میسر آتی ہے۔

(ج) پرستان کے بادشاہ نے سیدانی بی کو کس کام کے لیے بلوایا تھا؟

جواب: پرستان کے بادشاہ نے سیدانی بی کو اپنی بیٹی کا جہیز ٹانکنے کے لیے بلایا تھا۔